بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر ونظر

قومی اسمبلی میں چوہدری شجاعت حسین کا پیش کردہ

’بل برائے خواتین دشمن رواجات‘

اسلام کے نام پر وجود میں آنے والے ملک ’پاکستان‘ کی تاریخ میں گذشتہ سال اس لحاظ سے بدترین ہے کہ اس سال ۱۵/نومبر کو قومی اسمبلی اور ۲۲/نومبر کو سینٹ آف پاکستان نے قرآن وسنت سے صریح متصادم ایسے قانون کو منظور کر کے ملک بھر میں رائج کردیا جس کے خلافِ اسلام ہونے پر پاکستان بھر کے دینی حلقے یک آواز تھے۔ یہ ظالمانہ قانون اس اسمبلی سے پاس ہوا جس کی عمارت پر نمایاں الفاظ میں کلمہ طیبہ درج ہے، اس کے اراکین اور جملہ عہدیداران اسلام کے تحفظ کا حلف اُٹھاتے ہیں اور اس کے آئین میں خلافِ اسلام قانون سازی کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ اس سعیٔ نامشکور میں مملکت کے اہم ترین عہدوں پر براجمان وہ شخصیات بھی شامل ہیں جنہیں یہ اہم ذمہ داری ’اسلام اور نظریۂ پاکستان کے تحفظ‘ کی یقین دہانی کی بنا پر ہی تفویض ہوتی ہے۔

خواتین کے تحفظ کے نام پر بنائے گئے اس بل میں، جسے اب ایکٹ کا درجہ حاصل ہوچکا ہے، سب سے پہلے جرم کا اندراج کرانے والے شخص کو عدالتی کاروائی کا سامنا کرتے ہوئے اپنے دعویٰ کو ثابت کرنا پڑتا ہے۔ اس ایکٹ کی رو سے سنگین جرائم کو پولیس کی دسترس سے نکال کر عوام کے جذبہ خیر واِصلاح کے سپرد کردیا گیا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ صنفی امتیاز کے خاتمے کے لئے لایا جانے والا یہ قانون وطنِ عزیز میں صنفی امتیاز کی سب سے بڑی بنیاد ثابت ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس ظالمانہ ایکٹ کے منظور ہونے کے دن سے لے کر آج تک لاکھوں پاکستانی اس کے خلاف رائے شماری میں حصہ لے کر اس قانون سے اظہارِ برات کرچکے ہیں، دکانوں اور عام چوراہوں پر اس قانون کی تردید پر مبنی پوسٹرز اور ہینگرز عام نظر آتے ہیں۔ اس قانون کو غلط قرار دینے والوں میں خواتین کی اکثریت کے علاوہ اہم عہدوں پر

www.KitaboSunnat.com

فائز شخصیات بھی شامل ہیں، اور تازہ اعداد وشمار کے مطابق اس کے خلاف دستخط کرنے والوں کی تعداد ایک کروڑ سے بھی تجاوز کرچکی ہے، جن میں غیر مسلم بھی شامل ہیں۔ یہ ملکی تاریخ کا سب سے بڑا عوامی احتجاج ہے، جس کا سامنا اس غیر اسلامی قانون کو کرنا پڑ رہا ہے۔☆

قانون کی منظوری اور بحث مباحثہ کے دنوں میں ہی ملک کی نمائندہ علمی شخصیات نے حکومت کو اپنے تحفظات سے آگاہ کردیا تھا۔ ہر مکتبِ فکر سے وابستہ علماے کرام نے بعض سینئر سیاستدانوں اور حکومتی ذمہ داروں سے ملاقاتوں میں کہا تھا کہ اگر حکومت تحفظِ خواتین کے سلسلے میں اقدامات کرنے میں سنجیدہ ہے تو (منظور شدہ) بل میں تو صرف زناکاروں کے حقوق⊙ کا تحفظ کیا گیا ہے، پاکستانی خواتین کے لئے تو اس میں کوئی ریلیف نہیں ہے اور پاکستانی خواتین سنگین معاشرتی مسائل کا شکار ہیں جن کے لئے کئی ایسے قانونی اقدامات کئے جاسکتے ہیں، جن سے ان کے مسائل کے خاتمے میں حقیقی مدد مل سکتی ہے لیکن نجانے کیوں ان مسائل سے صرفِ نظر کیا جارہا ہے؟

اس موقع پر جہاں علما نے حقوقِ نسواں بل میں اصلاح کے لئے تین ابتدائی ترامیم✷ تجویز کی تھیں، وہاں خواتین کے اصلاحِ احوال کے لئے بھی متفقہ طور پر چھ تجاویز پیش کی گئی تھیں۔ جس کے بعد چوہدری شجاعت حسین نے ملک بھر کے نمائندہ ان علماے کرام سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ ہر دو نوعیت کی تجاویز کو قانون سازی کے مرحلے میں لائیں گے۔ ان دِنوں حکومت، سینئر سیاستدانوں اور غیر سیاسی علماے کرام کے یہ مذاکرات جلی سرخیوں سے اخبارات میں شائع ہوئے اور حکومت نے عوام کو یہ بھی باور کرایا کہ علما حکومت کے پیش کردہ بل سے متفق ہوگئے ہیں، جبکہ حقیقی صورتحال اس سے بالکل برعکس تھی۔

جہاں تک ان ہر دو نوعیت کی تجاویز کا تعلق ہے تو حقوقِ نسواں بل سے متعلقہ پہلی تین

☆ جماعة الدعوة کی دستخطی مہم کی تفصیلات کے لئے دیکھئے: www.hudood.org

⊙ افسوسناک امر یہ ہے کہ اسلام میں بدکاری ایک سنگین جرم ہے جس پر فرمانِ نبویؐ کے مصداق اللہ تعالیٰ کو روئے زمین پر سب سے زیادہ غیرت آتی ہے، لیکن اس بل کا نام 'حقوقِ نسواں بل' رکھ کر اس فعل کو جرائم کے زمرے سے نکال کر حقوق میں شامل کردیا گیا ہے۔ اِنا للہ!

✷ حقوق نسواں بل میں علما کی پیش کردہ تین تجاویز کے متن کے لیے دیکھیں: محدث ستمبر ۲۰۰۶ء، ص ۱۵

www.KitaboSunnat.com

تجاویز میں سے کسی ایک کو بھی بل کی منظوری کے وقت درخورِ اعتنا نہیں سمجھا گیا اور دوسری چھ تجاویز پر، جو درحقیقت طبقہ نسواں کے مسائل کے حقیقی حل کے حوالے سے پیش کی گئی تھیں، حکومت نے علماے کرام سے سودے بازی شروع کردی۔ حکومت کا کہنا یہ تھا کہ علما ہمارے پیش کردہ حقوقِ نسواں بل کو بعینہٖ تسلیم کرلیں تو ہم ان چھ تجاویز کو بھی قانون میں شامل کرلیں گے، جیسا کہ اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

قارئین کو یہ بھی یاد ہوگا کہ حقوقِ نسواں بل کی منظوری کے وقت چوہدری شجاعت حسین نے قومی اسمبلی میں اپنا مشروط استعفیٰ بھی پیش کیا تھا جسے سپیکر نے اسی وقت واپس کردیا۔ چوہدری صاحب نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ ۳۱ر دسمبر تک اس بل میں سے کوئی ایک بات بھی خلافِ اسلام ثابت ہوجائے تو وہ مستعفی ہوجائیں گے، لیکن ملک کے ممتاز علما، مثلاً مفتی منیب الرحمٰن، مولانا تقی عثمانی کے علاوہ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی چھ رکنی علما کمیٹی کے متفقہ تفصیلی موقف اور شیعہ مکتبِ فکر کے مولانا حسین نقوی قمی کے بادلائل مضامین کے باوجود آج تک اُنہوں نے اپنا وعدہ ایفا نہیں کیا۔ ملک کے تمام مکاتبِ فکر کے ممتاز نمائندہ علما کے بعد اور کون سے وہ لوگ ہیں جن کے خلافِ اسلام قرار دینے کا چوہدری صاحب کو انتظار ہے؟

اب گذشتہ ماہ، فروری ۲۰۰۷ء میں چوہدری صاحب نے ان علما مذاکرات کے نتیجے میں تحریر کی جانے والی علما کی دوسری چھ متفقہ تجاویز کو بھی اسمبلی میں پیش کردیا ہے، لیکن یہاں بھی اُنہوں نے یہ سیاسی چال کھیلی ہے کہ اس بل کو حکومتی پارٹی مسلم لیگ 'ق' کے پلیٹ فارم سے پیش کرنے کی بجائے اُنہوں نے اپنی ذاتی حیثیت سے بطورِ رکن اسمبلی پیش کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے، اس سے ان کی نیم دلانہ کوشش کا بخوبی علم ہوجاتا ہے۔ چوہدری صاحب کا اس بل کو پیش کرنے کا مقصد اپنی اسلام پسندی کی گرتی ساکھ کو سنبھالا دینا اور علما سے کئے گئے وعدوں کی تکمیل کی طرف ایک قدم اُٹھانا ہے۔ یہ بل اس وقت ایوانِ اسمبلی میں زیر بحث آنے کا منتظر ہے۔ ہم یہاں اس 'خواتین دشمن رواجات بل' پر اپنا تبصرہ پیش کرتے ہیں۔

علما کی پیش کردہ چھ تجاویز کا متن

سب سے پہلے تو علما کی ان تجاویز کا اصل متن ملاحظہ ہو، جو ۱۰ستمبر ۲۰۰۶ء کے اجلاس میں پیش کی گئیں اور جو موجودہ بل کا اصل محرک بنیں۔ یاد رہے کہ اس اجلاس میں چوہدری شجاعت

www.KitaboSunnat.com

حسین کے علاوہ وزیر اعلیٰ پنجاب چوہدری پرویز الٰہی، سلیکٹ کمیٹی کے چیئرمین سردار نصر اللہ دریشک اور وزارتِ قانون کے بعض ذمہ دار بھی موجود تھے۔ دوسری طرف علماے کرام میں مولانا تقی عثمانی، ڈاکٹر سرفراز نعیمی، مفتی منیب الرحمٰن، مولانا زاہدالراشدی، مولانا حسن جان، مفتی غلام الرحمٰن اور قاری حنیف جالندھری وغیرہ شامل تھے۔ علما کی پیش کردہ تجاویز کا متن یہ ہے:

''اگر حکومت واقعی پاکستان میں خواتین کے حقوق کے تحفظ کے حوالے سے عملی پیش رفت کرنا چاہتی ہے تو اسے مندرجہ ذیل قانونی اقدامات کرنے چاہئیں:

① خواتین کو عملاً وراثت میں عام طور پر محروم رکھا جاتا ہے، اس کے سدِ باب کے لئے مستقل قانون بنایا جائے۔

② بعض علاقوں میں خواتین کو ان کی مرضی کے خلاف نکاح پر مجبور کیا جاتا ہے، اس کی روک تھام کے لئے قانون سازی کی جائے اور اسے قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔

③ بیک وقت تین طلاقیں دینے کو قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے اور ایسی دستاویز لکھنے والے نوٹری پبلک اور وثیقہ نویس کو بھی شریکِ جرم قرار دیا جائے۔

④ قرآن کے ساتھ نکاح کی مذموم رسم کا سدباب کیا جائے۔

⑤ جبری وٹہ سٹہ یعنی نکاحِ شغار کو قانوناً جرم قرار دیا جائے۔

⑥ عورتوں کی خرید وفروخت اور اُنہیں میراث بنانے کے غیرشرعی رواج اور رسوم☆ کا قانوناً

☆ علما کی طرف سے یہ چند اہم تجاویز ہیں وگرنہ خواتین کے حوالے سے پاکستانی معاشرہ میں اصلاحِ احوال کی مزید کئی پہلوؤں سے بھی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ پاکستانی معاشرہ تاریخی طور پر ہندو معاشرت سے متاثر ہونے کے باعث ابھی تک حقیقی اسلامی معاشرہ سے بہت دور ہے۔ ان تجاویز میں بعض حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ خواتین مخالف بعض دیگر رسوم کا بھی خاتمہ کیا جائے، مثلاً پختونوں کی ایک رسم وَلْوَر جس میں شادی کے موقع پر لڑکے کو لڑکی کے اہل خانہ کو بڑی رقم دینا ہوتی ہے، جس کے بعد وہ لڑکی گویا لڑکے کے خاندان کی ہی ہوجاتی ہے اور لڑکی کے خاندان والے اس سے میل ملاقات سے بھی گریز کرتے ہیں۔

۲۔ شادی بیاہ کی غلط رسوم کا خاتمہ جس میں جہیز کا خاتمہ، بارات یا سسرال کے لئے بیش قیمت تحائف وغیرہ

۳۔ تعلیم وتربیت میں لڑکے رلڑکیوں میں ترجیح کا خاتمہ، شوہر کی طرف سے بے جا تشدد وغیرہ

ان غیر اسلامی رجحانات کے خاتمے کے لئے سزاؤں کے علاوہ تعلیم اور میڈیا میں عوامی رویوں کی اصلاح کی کوششیں کی جائیں اور قومی میڈیا کو محض تفریح کی بجائے بامقصد قومی اصلاح کے لئے استعمال کیا جائے۔

www.KitaboSunnat.com

سد باب کیا جائے۔''

بل پر تبصرہ

اب ان تجاویز کو قومی اسمبلی میں 'خواتین دشمن رواجات بل' کے نام سے پیش کیا گیا ہے، اس بل کے مکمل مندرجات مضمون کے آخر میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ چونکہ اس بل پر اسمبلی میں کس وقت بھی بحث ہوسکتی ہے، اس لئے قارئین کو ضروری حقائق سے آگاہ ہونا چاہئے:

❶ اوّل تو اس بل میں یہ امر قابل غور ہے کہ وعدے کے باوجود علماے کرام کے پیش کردہ چھ میں سے محض تین نکات کو اس میں شامل کیا گیا ہے اور نکتہ نمبر۳، ۵ اور ۶ کو سرے سے ہی حذف کردیا گیا ہے۔ نکتہ نمبر۳ میں درج بیک وقت طلاقِ ثلاثہ ہمارے معاشرے کا ایک گمبھیر مسئلہ ہے، جس کی بنیاد شرعی موقف کی بجائے زیادہ تر وثیقہ نویسوں کی تحریریں بنتی ہیں۔ ملک کے معتمد ترین علما نے بھی یہ قرار دیا ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں دینا سنگین جرم☆ ہے جس کی سزا مقرر ہونی چاہئے۔ یہی صورتحال نکتہ نمبر۵ میں موجود نکاحِ شغار (وٹہ سٹہ) کے بارے میں بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ کے فرامین کی رو سے ایسا نکاح حرام ہے کیونکہ اس سے بے شمار معاشرتی مسائل جنم لیتے ہیں، جس کا خمیازہ ہر دو طرف سے آخر کار عورت کو ہی بھگتنا پڑتا ہے۔ اس کے باوجود اس کو قانون سازی سے خارج کرنے کی کوئی وجہ اس کے سوا سمجھ نہیں آتی کہ اس پر سزا کے اجرا سے ملک میں اسلامی قانون کی طرف ایک مثبت پیش رفت ہوتی اور ملک کا اسلامی تشخص اُجاگر ہوتا ہے۔ یہی صورتحال عورتوں کی خرید وفروخت کے بارے میں بھی ہے کہ یہ

☆ اسی تناظر میں دو ماہ قبل محدث میں 'طلاقِ ثلاثہ' پر ایک تفصیلی مضمون بھی شائع کیا گیا تھا اور یہی تجویز اس مضمون کو شائع کرنے کی بنیادی وجہ بنی تھی۔ (دیکھئے 'محدث' شمارۂ نومبر اور دسمبر ۲۰۰۶ء)

◉ وَنی کی رسم یہ ہے کہ قتل کے بدلے میں قاتل کے خاندان یا قبیلہ کی کسی لڑکی کا مطالبہ کیا جائے اور لڑکی کی مرضی کے بغیر اس کی شادی مقتول کے خاندان کے کسی فرد سے (چاہے وہ بے جوڑ ہی ہو) کردی جائے۔ چونکہ اس شادی کے پیچھے ایک قتل کارفرما ہوتا ہے، اسلئے مقتول کے خاندان میں اس لڑکی کو شدید ظلم بلکہ غلامی جیسے حالات کا سامنا کرتا پڑتا ہے۔ صوبہ پنجاب کے بعض علاقوں میں پائی جانے والی یہ رسم 'ونی'، اندرونِ سندھ میں سَام اور صوبہ سرحد میں سوَرَا کہلاتی ہے، جس پر کچھ عرصہ قبل سرحد کی صوبائی حکومت نے پابندی عائد کر دی ہے۔ واقعہ کی سنگینی کے پیش نظر بعض اوقات لڑکی کو بلا نکاح ہی مخالف کی تحویل میں بھی دے دیا جاتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

ایک انتہائی مکروہ اقدام ہے کہ عورت کو مال وزَر اور ڈھوڈنگر کی طرح فروخت کیا جائے۔

❷ اس بل میں بعض باتیں ابھی مزید اصلاح طلب ہیں، مثال کے طور پر کسی عورت کو بدلِ صلح یا ونی◉ کی رسم کی بھینٹ چڑھانے کی سزا زیادہ سے زیادہ تین سال قید یا کوئی بھی جرمانہ تجویز کی گئی ہے، یہ سزا جرم کی سنگینی کے بالمقابل کافی کم معلوم ہوتی ہے۔ اس سزا کا مطلب یہ ہے کہ کسی عورت کی زندگی کا اہم ترین فیصلہ کرنے یا اسے بلانکاح مخالفوں کے حوالے کردینے کے باوجود مجرم کو محض دوماہ سزا اور ۵ صد روپے جرمانہ کی سزا دینا بھی گوارا کیا جاسکتا ہے۔ جرم کی نوعیت کے مطابق اس کی سزا میں اضافہ کی شدید ضرورت ہے۔ سزا کی کمی کی یہی صورتِ حال قرآن کے ساتھ شادی☆ اور جبری شادی کروانے کی صورت میں بھی ہے۔

دلچسپ امر یہ بھی ہے کہ چوہدری صاحب کی نظر میں عورت کو وراثت سے اپنا حصہ وصول کرنے سے روکنا تو سنگین تر جرم ہے، جس کی سزا ۷ برس تک یا جرمانہ یا دونوں ہوسکتی ہیں، جبکہ مذکورہ بالا تینوں جرائم کی سنگینی ان سے کہیں زیادہ ہے۔ گویا ان کی نظر میں عورت کے مالی استحقاق پر دست درازی اس کو زندگی بھر غلام بنانا یا مخالفین کے سپرد کرنے کے مقابلے میں زیادہ سنگین امر ہے۔ غرض ان جرائم کی سزاؤں پر نظر ثانی کی اشد ضرورت ہے۔ قرین قیاس یہی ہے کہ اسمبلیوں میں بیٹھے بعض جاگیرداروں اور وڈیروں کو رعایت دینے کے لئے ان جرائم کی سزا کم رکھی گئی ہے کیونکہ ان جرائم میں عموماً ایسے بااثر افراد ہی ملوث ہوتے ہیں۔

☜ یہاں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ حالیہ بل کی ۴۹۸ ج کی شق نمبر ۲ کے تحت عورت کا باقی ماندہ زندگی میں شادی نہ کرنے، وراثت میں اپنے حصہ کا دعویٰ نہ کرنے کے حلف وغیرہ

☆ یہ رسم صوبہ سندھ میں پائی جاتی ہے جس کے تحت لڑکی کو خاندان میں مناسب رشتہ نہ ملنے یا جائیداد میں اس کا وراثتی حق نہ دینے کی نیت سے اس کا قرآن کے ساتھ معاہدہ کرادیا جاتا ہے۔ لڑکی کو باقاعدہ دلہن بنا کر قرآن کے ساتھ بٹھا کر معاہدہ ہوتا ہے جس کے تحت اسے باقی زندگی ایک راہبہ کی طرح خاموش اور دنیا کی دلچسپیوں سے ہٹ کر گزارنا ہوتی ہے۔ بعض تحقیقات سے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ یہ رسم عملاً اب متروک ہوچکی ہے۔ یاد رہے کہ مذکورہ بالا خواتین مخالف رسوم مختلف شکلوں میں پائی تو جاتی ہیں لیکن ایسے واقعات کی تعداد اُس سے کہیں کم ہے جنہیں مغرب کے فنڈز پر پلنے والی این جی اوز اپنے فنڈز میں اضافے کے لئے بڑھا چڑھا کر پیش کرتیں اور ملک کو عالمی سطح پر بدنام کرانے کا مکروہ کردار ادا کرتی ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

کو'قرآن پاک سے شادی' سے تعبیر کیا جائے گا۔ ان جرائم کا یہ نام مناسب نہیں۔ اسم اور مسمیٰ میں ایسی مناسبت کا پایا جانا ضروری ہے کہ اسم بول کر مسمیٰ کی طرف ازخود ذہن مائل ہوجائے۔ ان جرائم کو ان واقعات میں پائے جانے والے مظالم سے ہی منسوب کرنا قرین قیاس ہے، وگرنہ ان جرائم کے لئے یہ اصطلاح خلطِ مبحث کو جنم دے گی، بالخصوص اس وقت بھی جبکہ اس اصطلاح کے تحت آنے والے بعض جرائم، مثلاً عورت کو وراثت سے روکنا اور دیگر جرائم کی سزاؤں میں بھی واضح فرق موجود ہے۔

❸ اس بل کا تکلیف دہ پہلو یہ ہے کہ علما کی تجویز پر جاری ہونے والے اس بل میں اسی خلافِ اسلام قانون سازی اور صنفی امتیاز کو دوبارہ شامل کردیا گیا ہے، جن کے خاتمے کے لئے علماے کرام پہلے دن سے کوشاں رہے ہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ

'حقوقِ نسواں ایکٹ ۲۰۰۶ء' کا حاصل یہ ہے کہ اس کے ذریعے زنا کے دیگر جرائم کی سزا کو عملاً معطل کیا گیا اور اُن پر عمل درآمد کے تمام راستے مسدود کردیے گئے ہیں۔ اس بل کے ذریعے زنا کی رپورٹ کرنے والے کو فوری سزا ملنے کے امکانات تو کافی قوی ہیں، البتہ زنا کے مجرموں کو ہر ممکنہ چھوٹ میسر کردی گئی ہے۔ جبکہ اس بل میں زنا بالجبر کی سزا کو زیادہ سے زیادہ سنگین بنانے کی کوشش کی گئی تھی، اور اس پر عمل درآمد کے دوران جو جو رکاوٹیں پیدا ہونے کا اِمکان تھا، ان کو اس بھونڈے انداز میں ختم کرنے کی کوشش کی گئی تھی کہ یہ قانون ایک مذاق بن کر رہ گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام آباد میں اس کے تحت درج ہونے والے زنا بالجبر کے پہلے مقدمہ نے ہی اس قانون کی عملی صورتحال کے متعلق سنگین سوالات پیدا کردیے۔ اس بل میں زنا بالجبر کو قابل عمل بنانے کی وجہ یہ تھی کہ اس جرم میں عورت کو سزا سے مستثنیٰ کیا گیا اور اکیلا مرد ہی مجرم قرار پاتا ہے۔ غالباً اس ایکٹ کے عنوان 'تحفظِ نسواں بل' کا عملی تقاضا بھی یہی تھا۔

موجودہ 'خواتین دشمن رواجات بل' میں 'تحفظ حقوقِ نسواں ایکٹ' سے حاصل ہونے والے اسی اکلوتے نتیجے یعنی زنا بالجبر کی سزا کو صوبہ جات بالخصوص صوبہ سرحد وبلوچستان میں جہاں متحدہ مجلس عمل اقتدار میں ہے، قابل نفاذ بنانے کے لئے ترمیم نمبر۴ کو متعارف کرایا گیا ہے جس کا متن یہ ہے:

www.KitaboSunnat.com

''۴۰۲د: صوبائی حکومت زنا بالجبر کی سزاؤں میں مداخلت نہیں کرے گی: باوجود اس امر کے کہ دفعہ ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۲ ب میں کوئی چیز مذکور ہو، صوبائی حکومت مجموعہ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ ۳۷۶ کے تحت دی گئی کسی سزا کو معطل، معاف یا کم نہیں کرسکے گی۔''

یاد رہے کہ اس سے پہلے 'تحفظِ حقوق نسواں بل' کی ترمیم نمبر ۱۸ کے ذریعے حدود آرڈیننس کی دفعہ ۲۰ کی اُس شق ۵ کو منسوخ کردیا گیا تھا جس میں یہ تھا کہ حدود آرڈیننس ۱۹۷۹ء میں درج سزاؤں کو کوئی معاف نہیں کرسکے گا۔ اس ترمیم نمبر ۱۸ سے ایک طرف حدود آرڈیننس کی باقی ماندہ دو دفعات کو ماتحت کرنے کا مقصد پورا کیا گیا تو دوسری طرف خودساختہ زنا بالجبر کی سزا کو وہی شرعی سزاؤں والی برتر حیثیت دینے کے لئے مذکورہ بالا ترمیم (نمبر۴) لانے کی ضرورت باقی تھی تاکہ زنا بالجبر (دفعہ ۳۷۶) کی سزا، جو 'تحفظِ حقوقِ نسواں بل' کا حاصل اور مآل کار ہے، کو تمام دیگر قوانین اور اختیارات پر برتری حاصل ہوجائے اور ملک بھر میں اس کے اِجرا میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے۔

یہ امر آئین پاکستان کی دفعہ ۲۲۷/ا ے، تمام عہدوں کے لئے، لئے جانے حلف اور قرآن مجید کی آیت (النساء: ۶۵) کے صریح خلاف ہے کہ قرآن اور نبی کریم ﷺ کے فرامین کو ان کے اُمتیوں کے خودساختہ قوانین کے ماتحت کردیا جائے، پھر یہ بات اس سے بھی سنگین تر ہے کہ ان خودساختہ قوانین کو شرعی قوانین پر ہر نوعیت کی برتری بھی دے دی جائے۔ یہ ترمیم نہ صرف اسلامی تقاضوں سے انحراف بلکہ صوبائی حکومتوں کے اختیارات پر بھی ڈاکہ ہے۔ چوہدری شجاعت حسین صاحب سے ہمارا یہ سوال ہے کہ اگر اُنہیں اسلامی قوانین برقرار رکھوانے کی صلاحیت میسر نہیں تو پھر کم ازکم وہ اسلام مخالف قوانین کو اسمبلی سے منظور کروانے کی کوشش تو نہ کریں۔ ایسے اقدامات ان کی گرتی ہوئی دینی ساکھ کو مزید ناقابل تلافی نقصان پہنچائیں گے۔

❹ بل کی ترمیم نمبر ۳ کے ذریعے اضافہ کی جانے والی دفعہ ۴۹۸ د کا متن ملاحظہ ہو:

''لعان کے طریق کار کے زیر کارروائی خاوند کی غیر حاضری میں فسخ نکاح وغیرہ: ① باوجود اس امر کے، کہ کوئی چیز جرم قذف (نفاذِ حد) آرڈیننس ۱۹۷۹ء (نمبر ۸ مجریہ ۱۹۷۹ء) کی دفعہ ۱۴ میں، اور انفساخِ مسلم نکاح جات ایکٹ ۱۹۳۹ء (نمبر ۸ مجریہ ۱۹۳۹ء) کے علاوہ مذکور ہو، جہاں خاوند کو قذف کے لئے کورٹ میں اپنی بیوی کی شکایت یا رپورٹ، اس کی غیرحاضری یا

www.KitaboSunnat.com

بصورتِ دیگر مذکورہ دفعہ میں صراحت کردہ لعان کے طریق کار میں زیر کارروائی ہونے میں ناکامی ہوتی ہو، یہ بیوی کے لئے مجاز کورٹ کی وساطت سے اپنے نکاح کے انفساخ حاصل کرنے کے لئے جائز بنیاد ہوگی اور خاوند کو قذف کی سزا بھی دی جائے گی۔''

سادہ الفاظ میں اس ترمیم کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی خاوند لعان کی کاروائی کے دوران بیوی کی غیر حاضری، شواہد کی عدمِ فراہمی یا قذف آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۹ء کی دفعہ ۱۴ میں درج طریقہ کار کے مطابق کسی بنیاد پر لعان کی سزا دلوانے میں ناکام رہتا ہے تو یہ امر بیوی کے لئے نہ صرف مجاز کورٹ سے انفساخِ نکاح کی جائز بنیاد ہوگا بلکہ شوہر کے لئے قذف کی سزا کا موجب بھی ہوگا۔

زیرنظر بل کی یہ دفعات دراصل تحفظِ حقوق نسواں ایکٹ کا تتمہ ہیں، اگر بعض صنفی امتیازات اور صریح ناانصافیاں پہلے قانون سازی میں آنے سے بچ گئی تھیں تو اب ان کو اس بل کے ذریعے پورا کیا جارہا ہے۔ حدقذف آرڈیننس ۱۹۷۹ء کی دفعہ نمبر۱۴ میں یہ تھا کہ اگر خاوند اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگاتا ہے تو یہ لعان کا کیس شمار ہوگا جس کے بعد سورۃ النور کی آیت نمبر۶ تا ۹ میں درج شدہ طریقہ کار کو پیش کیا گیا۔ مناسب ہوگا کہ اس دفعہ کے مکمل متن کو یہاں ذکر کردیا جائے کیونکہ ہمارے آخری دونوں تبصرے اسی حوالے سے ہیں:

''دفعہ۱۴: جب کوئی شخص ایک عدالت کے سامنے اپنی محصنہ بیوی کے بارے میں ایسا الزام لگائے گا جو زنا کی دفعہ ۵ کے تحت آتا ہے اور اس کی بیوی اس الزام کو درست تسلیم کرنے سے انکار کردے تو لعان کے بارے میں درج ذیل طریقہ کار قابل اطلاق ہوگا:

① (الف) شوہر حلف اُٹھا کر عدالت کے سامنے کہے گا کہ

''میں اللہ کی قسم اُٹھاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ میں اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگاتے ہوئے یقین رکھتا ہوں کہ میں سچا ہوں (بیوی کا نام لے گا) اور جب وہ چار مرتبہ یہ دہرائے گا تو پھر کہے گا: ''مجھ پر اللہ کی لعنت ہو، اگر میں جھوٹا ہوں اور میرا اپنی بیوی (نام لے کر) پر زنا کا الزام جھوٹا ہو، اور (ب) اس کے جواب میں، بیوی شوہر کے بیان پر دفعہ (الف) کے مطابق عدالت کے سامنے کہے گی کہ ''میں اللہ کی قسم اُٹھاتی ہوں کہ میرا شوہر یقیناً مجھ پر زنا کا الزام لگانے میں جھوٹا ہے۔'' اور جب وہ چار مرتبہ یہ قسم اُٹھائے گی تو کہے گی کہ ''اگر میرا شوہر مجھ پر زنا کے

www.KitaboSunnat.com

الزام میں سچا ہے تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔''

(٢) جب ذیلی دفعہ'ا' میں بیان کیا گیا طریقہ کار پورا ہو جائے گا تو عدالت ایک حکم کے ذریعے دونوں کے درمیان نکاح کے ختم ہونے کا اعلان کرے گی۔ اس حکم کو شادی کے خاتمے کا حتمی حکم سمجھا جائے گا اور اس کے خلاف کہیں اپیل نہیں ہو سکے گی۔

(٣) جہاں شوہر یا اس کی بیوی ذیلی دفعہ'ا' میں دیئے گئے طریقہ کار کے مطابق تیار نہ ہوں گے تو شوہر یا بیوی کو قید کر دیا جائے گا حتیٰ کہ

الف) شوہر کی صورت میں جب اس نے بیان کئے گئے طریقے پر عمل کرنے کی رضا مندی ظاہر کر دی ہو یا

ب) بیوی کے معاملے میں، جب اس نے بیان کئے گئے طریقے پر عمل درآمد کے لئے رضا مندی ظاہر کر دی ہو یا شوہر کا الزام درست تسلیم کر لیا ہو۔

(٤) جس بیوی نے شوہر کا الزام تسلیم کر لیا ہو، اس پر زنا کی وہ سزا دی جائے گی جس میں حد جاری ہوتی ہے، جیسا کہ حدود کے نفاذ میں 'زنا آرڈی ننس' میں یہ سزا مذکور ہے۔''

تبصرہ: ذیلی دفعہ ٣ میں ہے کہ اگر لعان کی کاروائی میں شوہر یا بیوی کوئی ایک تعطل ڈالے تو اسے اس وقت تک قید میں ڈال دیا جائے جب تک وہ کاروائی مکمل کرنے پر آمادہ نہ ہو۔ پہلے 'حقوقِ نسواں ایکٹ ٢٠٠٦ء' کی ترمیم نمبر ٢٥ نے اس دفعہ ٣ اور ٤ کو منسوخ کر دیا تھا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لعان کی کاروائی عملاً معطل ہوگئی کیونکہ اگر کوئی شوہر بیوی پر لعان کا الزام لگا کر کاروائی کو معلق رکھ دے تو بیوی معلق رہے گی اور اس کے لئے یہ الزام ذہنی اذیت کا باعث بنا رہے گا۔ چنانچہ اس ترمیم کے ذریعے عورتوں کو رعایت ملنے کی بجائے ان کی مشکل میں مزید اضافہ کر دیا گیا تھا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ مرد کو الزام لگانے کے بعد اس الزام کے شرعی تقاضے پورا کرنے کا پابند بنایا جاتا، وگرنہ وہ سزا کا سامنا کرتا، جیسا کہ منسوخ شدہ دفعہ میں تھا، لیکن چونکہ اس طرح لعان کے اسلامی تصور کی طرف پیش قدمی ہوتی ہے جو سیکولر ماہرین قانون کے لئے گوارا نہیں، اس لئے غلط ترمیم کی اصلاح کی بجائے اب 'خواتین دشمن رواجات بل' کے ذریعے ایک مزید قدم یہ اُٹھایا گیا کہ اگر کسی بنا پر لعان کی کاروائی مکمل نہیں ہو پاتی جس میں

www.KitaboSunnat.com

بیوی کی غیر حاضری بھی شامل ہے تو اس صورت میں بیوی محض اسی بنا پر مجاز کورٹ سے طلاق کی اجازت حاصل کر کے شوہر پر قذف کی سزا بھی عائد کرا سکتی ہے، یاد رہے کہ قذف کی اب ترمیم شدہ سزا ۵ سال قید اور ۱۰ ہزار روپے جرمانہ ہے۔

یہ قانون سازی کس طرح اسلامی تقاضوں کے مطابق ہے؟ قانون کا مقصد کیا رشتوں کو جوڑنا ہونا چاہئے یا اُنہیں علیحدگی کی ترغیب دینا اور جھگڑے کے حالات پیدا کرنا ؟ مزید برآں یہ ترمیم مزید صنفی امتیاز کی بھی ایک سنگین مثال ہے کہ اگر کوئی شوہر اپنی بدکردار بیوی پر الزامِ زنا لگائے تو بیوی بڑی آسانی سے خود غیر حاضر رہ کر شوہر کو دو طرح کے نتائج سے دوچار کر سکتی ہے۔ اوّل تو شوہر کا یہ الزام آخر کار بیوی کے لئے مجاز کورٹ سے طلاق حاصل کر لینے کی جائز بنیاد قرار پائے گا۔ مزید برآں شوہر کو اس الزام کا خمیازہ یہ بھی بھگتنا پڑے گا کہ اسے حدِ قذف سے دوچار ہونا ہوگا۔

اسلام نے شوہر کو عام مردوں کے بالمقابل لعان کے ذریعے ایک اضافی استحقاق دیا ہے کہ ایک عام مسلمان کے برعکس عورت پر الزام لگانے والا اگر اس کا شوہر ہے تو ایسا شوہر چار گواہوں کی بجائے چار قسمیں کھا کر بھی اپنے دعوے پر برقرار رہ سکتا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ میں لعان کا منشا یہ ہے کہ اس طرح شوہر اپنے مشکوک بچے کی ولدیت اور ذمہ داری سے بری ہو سکے۔ جبکہ حالیہ قانون سازی کے ذریعے شوہر کو یہ رعایت ملنے کی بجائے اس پر حد قذف کا اجرا کر کے اسے ہراساں کیا جا رہا ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ عملاً لعان کا اسلامی تصور سرے سے ناقابل عمل قرار پائے گا، کیونکہ شوہر کے الزام کے بعد ہر دو فریق کو قانونی طور پر تو کاروائی شروع کرنے کی کوئی پابندی موجود نہیں، البتہ بیوی کو تنسیخ نکاح کا سرٹیفکیٹ اور شوہر کو حد قذف کا ڈراوا ضرور موجود ہے۔ یہ شق اسلام سے صریحاً متصادم اور صنفی امتیاز کی بنیاد ہے!

یہ تو اس شق کی قانونی صورتحال ہے، لیکن اس قانون سازی کا معاشرتی نتیجہ یہ نکلے گا کہ شوہروں کے اپنی بیویوں پر الزامِ زنا لگانے میں عملاً اضافہ ہوگا کیونکہ عام پاکستانی عورت ان قانونی جھمیلوں سے بہت دور ہے، اسے اپنے شوہر کو سزا دلوانے کی بجائے اس کے ساتھ زندگی بسر کرنے میں زیادہ دلچسپی ہے کیونکہ ہمارے معاشرے میں شادی شدہ عورت کا دوبارہ

www.KitaboSunnat.com

نکاح بھی ایک سنگین مسئلہ ہے۔اس لئے عملاً اس شق سے خواتین کو تحفظ ملنے کی بجائے ان کی ذہنی اذیت میں مزید اضافہ ہی ہوگا۔

جہاں تک اسلام کا تعلق ہے تو اسلام میں اس کا بڑا بہترین حل موجود ہے۔ کیونکہ اسلام کی رو سے اگر کوئی مرد اپنی بیوی پر الزامِ زنا عائد کرے تو اس کے لئے باقی ماندہ زندگی اس بیوی کے ساتھ بسر کرنا کسی طور ممکن نہیں رہتا۔ بیوی پر الزام لگانے کا مطلب یہ ہے کہ یا تو لعان کے بعد بیوی کے اعتراف کی صورت میں شادی شدہ بیوی کو سنگسار کردیا جائے یا عدمِ اعتراف کی صورت میں دونوں میں دائمی جدائی کرا دی جائے۔ افسوس کہ مسلمان اسلام کے ایسے بہترین قانون سے جس میں طبقہ نسواں کی حقیقی بھلائی موجود ہے کہ کوئی مرد اپنی بیوی پر الزام سوچ سمجھ کر ہی لگائے، خود ہی دستبردار ہونے پر تلے بیٹھے ہیں۔

❺ ترمیم نمبر۳ کی آخری شق ۴۹۸ھ بھی صنفی امتیاز کی ایک اور مثال اور عدل وانصاف کی خودساختہ میزان ہے۔جس کا متن یہ ہے کہ "جہاں بیوی لعان کی زیر کاروائی زنا کا اعتراف کرتی ہے تو وہ زنا کے استغاثہ کا موجب ہوگی۔"

اوپر درج کردہ دفعہ نمبر۱۴ کی ذیلی شق ۴ میں یہ ہے کہ

"جو بیوی دورانِ لعان اعتراف کرلے، اس پر حدزنا جاری کی جائے گی۔"

'تحفظِ حقوقِ نسواں ایکٹ ۲۰۰۶ء' کی ترمیم نمبر۲۵ کے ذریعے اس ذیلی شق کو منسوخ کرکے اب 'خواتین دشمن رواجات بل ۲۰۰۷ء' کے ذریعے اس کا متبادل یہ لایا جارہا ہے کہ عورت کا ایسا اعتراف زنا کی سزا جاری ہونے کی بجائے زنا کے کیس کا نقطہ آغاز ہوگا۔

ابھی اس سے قبل دفعہ '۴۹۸ د' گزر چکی ہے جس میں یہ تھا کہ لعان کی کاروائی میں رکاوٹ ہونے کی بنا پر "شوہر کو حد قذف کی سزا بھی دی جائے گی۔" توجہ فرمائیے کہ شوہر کو سزا دینے کا مرحلہ ہو تو کوئی کوتاہی بھی سزا دینے کی قانونی وجہ بن سکتی ہے، البتہ جب عورت کو سزا دینے کی بات ہو تو اس کا اعتراف بھی سزا دینے کی بنیاد کی بجائے کیس شروع کرنے کی بنیاد قرار پائے گا تاکہ اس دوران عورت اگر چاہے تو اس اعتراف سے رجوع کرکے سزا سے استثنا حاصل کرلے۔ یہ ہے عدل وانصاف کی خودساختہ میزان اور صنفی امتیاز کی ایک اور مثال، جسے قانون

www.KitaboSunnat.com

کے ذریعے مستقل طور پر رواج دیا جارہا ہے۔ قانون کو ان امتیازات کا خاتمہ کرنا چاہیئے نہ کہ خود ایسے امتیازات کی بنیاد بننا چاہیئے......!!

جہاں تک اس ترمیم کے بارے میں اسلامی موقف کا تعلق ہے تو یہ امر درست ہے کہ زنا کے کیس میں ملزم کا اعتراف ہی کافی نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ نے بھی ایسے واقعات میں اعتراف کرنے والوں سے بہ تکرار تصدیق طلب کی۔ (صحیح مسلم: ۱۶۹۱، ۱۶۹۵) ایسے ہی حضرت علیؓ نے بھی اپنے دورِ خلافت میں اعتراف کرنے والی عورت 'شراحہ' سے بار بار تصدیق چاہی۔ (مسند احمد ۱۱۲۹، ۸۹۷، صحیح بخاری: ۶۳۱۴) البتہ لعان کے سلسلے میں چونکہ معاملہ باقاعدہ اللہ کے نام پر حلف لینے کا ہے اور شوہر، بیوی سے یہ حلف مقابلتاً لیا جائے گا، اس لئے لعان کی صورت میں عورت کا محض اعتراف ہی اسے زنا کی سزا سے دوچار کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔ واللہ اعلم

بل سے مطلوب 'سیاسی اہداف'

ان خلافِ اسلام ترامیم کو لانے کا بظاہر مقصد یہ ہے کہ

مذکورہ بالا ترامیم گو کہ کامل نہیں اور ان میں بعض اصلاحات کی شدید ضرورت ہے، لیکن ایک جزوی مثبت پیش رفت ہونے کے ناطے متحدہ مجلس عمل اگر ان کی منظوری کے لئے ووٹ ڈالتی ہے، تو اس سے ازخود 'تحفظِ حقوقِ نسواں ایکٹ' کو اور مزید خلافِ اسلام ترامیم کو بھی قانونی تحفظ اور عملی صلاحیت حاصل ہوجائے گی۔ اور اگر وہ ان خلافِ اسلام ترامیم کی بنا پر اس بل کے حق میں ووٹ ڈالنے سے گریز کرتی ہے تو اس صورت میں طبقہ نسواں کے اصلاحِ احوال میں مطلوبہ پیش رفت نہ ہوگی۔ گویا ہر دو صورت میں اس بل کے ذریعے اسلام اور پاکستانی معاشرے کو ہی نقصان پہنچتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ بل منظور نہیں ہوتا تو تب مثبت جزوی پیش رفت نہ ہونا بھی ایک نقصان ہے اور اگر یہ منظور ہوجاتا ہے تو خلافِ اسلام ترامیم کی منظوری سے بھی شریعتِ اسلامیہ پر حرف آتا ہے۔

مزید برآں مذکورہ بالا آخری دو ترامیم کے تجزیے سے بخوبی یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ان کا اضافہ اس بل میں مسئلہ کو مزید اُلجھانے اور مجلس عمل سے سودے بازی کے لئے کیا گیا ہے، کیونکہ نہ تو بل کے عنوان سے ان کی کوئی مناسبت ہے اور نہ ہی شق نمبر ۲ اور ۳ میں مندرج

www.KitaboSunnat.com

ترامیم اور ترمیم نمبر ۳ اور ۴ میں کوئی داخلی مماثلت پائی جاتی ہے۔ آسان الفاظ میں یہ بل ایک سیاسی ہتھکنڈے سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا جس سے چوہدری صاحب ایک طرف علما کے سامنے اپنے وعدے میں جزوی طور پر سچے ثابت ہونا اور اپنی اسلام دوستی کا ٹوٹا بھرم پھر سے جوڑنا چاہتے ہیں، دوسری طرف 'خواتین دشمن رواجات' کے خاتمے کے نام پر طبقہ خواتین کی ہمدردی سے بھی ہاتھ نہیں دھونا چاہتے اور 'حقوقِ نسواں ایکٹ' کو تحفظ بلکہ توسیع دے کر پرویز مشرف کی حکومتی تائید بھی برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ عملاً یہ بل سیاسی سودے بازی کی ایک حیلہ گری تو ہے، لیکن خواتین کے حقیقی مسائل اور عملی قانون سازی کی طرف کوئی پیش قدمی اس میں نہیں پائی جاتی!!

زیر نظر حالیہ بل پر تبصرہ اس لئے مناسب خیال کیا گیا کہ یہ سابقہ حقوقِ نسواں ایکٹ کا ہی ایک تتمہ ہے، اور اس بل کے پیش ہونے کے دن سے اس پر کوئی جامع تبصرہ سامنے نہیں آیا۔ مستقبل میں جب بھی 'حقوقِ نسواں ایکٹ' کو کسی عدالت میں چیلنج کیا جائے گا تو اس کے تتمہ کو بھی زیر بحث لایا جائے گا، اس سلسلے میں علماے کرام کا موقف واضح ہونا چاہیے اور اگر یہ اسمبلی میں پیش ہو، تو ان خدشات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہی اس پر رائے زنی کی جانی چاہیے۔

یاد رہے کہ 'خواتین دشمن رواجات' میں سے قتل غیرت کے بارے میں نومبر ۲۰۰۴ء میں قانون سازی کی گئی تھی، اس موقعہ پر راقم نے بڑی تفصیل سے قتل غیرت کی سزا کے بارے میں پائے جانے والے مختلف آرا کا تجزیہ کرتے ہوئے 'محدث' میں شریعت اسلامیہ کا موقف پیش کیا تھا، پھر حدود اللہ کے بارے میں گذشتہ برس جنونی مہم سازی ہوئی جس کے دفاع میں ہر مرحلے کے حوالے سے متعدد مقالات 'محدث' میں شائع کئے گئے، اب اس سلسلے کا تیسرا مرحلہ اسمبلی میں زیر بحث آرہا ہے تو اس حوالے سے بھی محدث میں زیر نظر تفصیلی بحث ہدیۂ قارئین کی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسلام کے لئے ہماری کاوشوں کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور اس ملک پر مسلط اسلام مخالف عناصر سے ہمیں نجات عنایت فرما کر ایسے حکمران عطا فرمائے جو نظریۂ پاکستان کے خادم اور اسلام کے حقیقی علمبردار ہوں تاکہ جس مقصد کے لئے یہ وطن عزیز حاصل کیا گیا، ۶۰ برس گزرنے کے بعد اس سمت کوئی مثبت پیش رفت ہو سکے۔ آمین! ▣

www.KitaboSunnat.com

حقوقِ نسواں کے لئے قانون سازی اور حکومت کا رویہ

متحدہ مجلس عمل کی طرف سے گذشتہ سالوں میں پاکستانی خواتین کے صورتحال کی اصلاح کے لئے قومی اسمبلی میں تقریباً ۲۰ اور سینٹ آف پاکستان میں ٦ بل جمع کرائے گئے۔ اگر حکومت خواتین کی اصلاح کے بارے میں سنجیدہ ہوتی تو وہ ان میں سے اکثر بلوں کو زیر بحث لاتی، جبکہ عملاً ان میں سے اکثر بلوں کو مسترد کردیا گیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ چوہدری صاحب کے حالیہ بل کی ابتدائی تین ترامیم بھی ان پیش کئے جانے والے بلوں کا چربہ ہیں۔ اس سے بخوبی یہ پتہ چلتا ہے کہ اصل مسئلہ خواتین کی صورتحال کی اصلاح کی بجائے محض ان کے نام پر سیاست چمکانے کا ہے۔ بلکہ حقوقِ نسواں کی بحالی کا یہ سیاسی جنون اس وقت دوچند ہوجاتا ہے، جب اس کا تقاضا مغرب کی کسی حکومت یا ادارے کی طرف سے ہو۔ جہاں تک پاکستانی عورت کے عملی مسائل ہیں، ان کی اصلاح کے لئے حکومت کو کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ذیل میں مجلس عمل کے پیش کردہ بعض بلوں کا مختصر تعارف ملاحظہ فرمائیے :

❶ مسلم عائلی قوانین آرڈیننس (ترمیمی) بل ۲۰۰٦ء: اس قانون کی دفعہ ۷ میں طلاق کی رجسٹریشن کا نوٹس ممکنہ مدت میں بھجوانا شوہر کی ذمہ داری قرار دیا گیا تھا، اس بل میں یہ ترمیم تجویز کی گئی ہے کہ اگر شوہر تین روز کے اندر طلاق کا نوٹس نہیں بھجواتا تو بیوی طلاق کی رجسٹریشن خود بھی کراسکتی ہے۔

❷ مسلم عائلی قوانین آرڈیننس (ترمیمی) بل ۲۰۰٦ء: اس قانون کی دفعہ ۹ خاتون اور بچوں کے نفقہ کے متعلق ہے۔ لیکن بیوہ خاتون یا نادار فرد کی بیوی کے لئے کوئی قانون موجود نہیں۔ چنانچہ یہ ترمیم تجویز کی گئی کہ ایسی صورت میں وراثت میں حصہ کی ترتیب سے مرد رشتہ داروں کو کفالت کا ذمہ دار قرار دیا جائے، البتہ اس بنا پر عورت سے بچوں کی تربیت کا حق نہ چھینا جائے۔

❸ دستور ترمیمی ایکٹ ۲۰۰٦ء: 'مسلم پرسنل لاء' کو دستور کی دفعہ ۲۰۳ ب کے تحت وفاقی شرعی عدالت کے دائرۂ سماعت سے خارج کردیا گیا ہے، جبکہ اس قانون میں کئی باتیں خلافِ اسلام ہیں جن کی نشاندہی اسلامی نظریاتی کونسل بھی کرچکی ہے، اس بل میں ایسی ترمیم تجویز کی گئی ہے تاکہ یہ قانون بھی وفاقی شرعی عدالت کے دائرۂ اختیار میں آجائے۔

❹ ملازمت پیشہ خواتین کے تحفظ کا بل ۲۰۰۵ء: اس بل میں ایسی خواتین کی تعیناتی گھر

File :\Muh.bm not

کے قریب، اوقاتِ کار کے تعین میں عورت کی خانگی ذمہ داریوں کو پیشِ نظر رکھنا، ان کے بچوں کیلئے چائلڈ کیئر سنٹر کی سہولت اور زچگی کی رخصت کو تین ماہ کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔

۵ خواتین کی ترقی اور بہبود کا بل ۲۰۰۵ء: اس بل میں بچیوں کی مفت لازمی تعلیم، خواتین کے لئے الگ یونیورسٹیاں، زچہ بچہ صحت کے زیادہ مراکز، تھانوں میں خواتین کے لئے خواتین عملہ، پبلک مقامات پر خواتین کے لئے مستقل انتظام وغیرہ پر قانون سازی کی سفارش کی گئی۔ موجودہ زیر بحث بل میں اوّلین تین ترامیم بھی پہلے پہل اسی بل میں متعارف کرائی گئیں، جنہیں یہاں تو مسترد کردیا گیا، لیکن بعد میں اُنہیں ایک اور نام سے پیش کردیا گیا۔

۶ خواتین کے معاشی استحکام کا بل ۲۰۰۵ء: اس بل میں خواتین کی کفالت، حق مہر اور وراثت کی ادائیگی کی تفصیلات پیش کرنے کے بعد یہ ترامیم تجویز کی گئیں کہ حکومت کے ہاں مختلف مالی گوشوارے درج کروانے کے موقعہ پر خواتین کو کی جانے والی ان ادائیگیوں کے بارے میں بھی سوالات شامل کئے جائیں، نیز وراثت کی تقسیم کے موقعہ پر عورت کا اپنا حصہ معاف کرنے کو غیر قانونی قرار دیا جائے، البتہ عورت وصولی کے بعد اسے گفٹ کرسکتی ہے۔

۷ عائلی عدالتیں ترمیمی بل ۲۰۰۵ء: خواتین کو قانون کی طاقت سے اپنا حصہ وراثت حاصل کرنے کے لئے سول کورٹس سے رجوع کرنا پڑتا ہے جبکہ اُنہیں اس سلسلے میں فیملی کورٹس سے رجوع کا حق دیا جائے جو دیگر سہولیات کے علاوہ ۶ ماہ میں فیصلہ نمٹانے کی پابند بھی ہیں۔

۸ قرآنِ کریم کے ساتھ شادی کی ممانعت کا بل ۹ جہیز اور شادی تحائف پر پابندی کا بل ۱۰ خواتین کی وراثت کا بل ۱۱ خاندان کے ادارے کو تحفظ اور استحکام دینے کا بل وغیرہ ۲۰۰۵ء میں جمع کرائے جانے والے ان متعدد بلوں میں سے ہیں جنہیں متحدہ مجلس عمل نے پاکستان میں طبقہ نسواں کے حالات کی حقیقی اصلاح کے لئے پیش کیا۔ لیکن یہ تمام بل قومی اسمبلی اور سینٹ میں حکومت کی دلچسپی حاصل نہ کرسکے اور اُنہیں مسترد کیا جاتا رہا۔ حتیٰ کہ ان بلوں میں حدود آرڈیننس کے حوالے سے پولیس کے رویے کی اصلاح پر مبنی قانون سازی کی مثبت تجاویز بھی شامل تھیں، مثلاً ۱۲ جرم زنا ترمیمی بل ۲۰۰۵ء اور ۱۳ جرم قذف ترمیمی بل ۲۰۰۵ء لیکن حکومت نے ان ترامیم کی بجائے سرے سے حدود آرڈیننس کو ناقابل عمل بنانے والی قانون سازی میں دلچسپی لی، اس سے حکومت کے رجحانات کا بخوبی علم ہوجاتا ہے!!

☆ جماعۃ الدعوۃ کی دستخطی مہم کی تفصیلات کے لئے دیکھئے: www.hudood.org

⦿ افسوسناک امر یہ ہے کہ اسلام میں بدکاری ایک سنگین جرم ہے جس پر فرمانِ نبویؐ کے مصداق اللہ تعالیٰ کو روئے زمین پر سب سے زیادہ غیرت آتی ہے، لیکن اس بل کا نام ’حقوقِ نسواں بل‘ رکھ کر اس فعل کو جرائم کے زمرے سے نکال کر حقوق میں شامل کردیا گیا ہے۔ إنا للہ!

✷ حقوق نسواں بل میں علما کی پیش کردہ تین تجاویز کے متن کے لیے دیکھیں: محدث ستمبر ۲۰۰۶ء، ص ۱۵

www.KitaboSunnat.com

قومی اسمبلی میں پیش کردہ ''خواتین کے خلاف استحصال اور امتیاز برتنے والے بعض رواجات کے امتناع کا بل''

چونکہ یہ قرین مصلحت ہے کہ خواتین کے استحصال اور امتیاز برتنے والے بعض رواجات کے امتناع کا قانون وضع کیا جائے اور چونکہ یہ ضروری ہے کہ بعض قانونی تصریحات کی غلط تشریح سے پیدا شدہ ابہامات کی وضاحت کی جائے۔

لہٰذا بذریعہ حسبِ ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے:

❶ مختصر عنوان اور آغازِ نفاذ: ① یہ ایکٹ 'خواتین دشمن رواجات (فوجداری قانون ترمیم) ایکٹ ۲۰۰۶ء' کے نام سے موسوم ہوگا۔

② یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

❷ ایکٹ ۴۵ مجریہ ۱۸۶۰ء کی دفعہ ۳۱۰/الف کی تبدیلی: مجموعہ تعزیراتِ پاکستان (ایکٹ ۴۵ مجریہ ۱۸۶۰ء) میں جس کا بعد ازاں مذکورہ مجموعہ کے طور پر حوالہ دیا گیا ہے، کے باب ۱۶ میں ۳۱۰ الف کی بجائے حسبِ ذیل شامل کردی جائے گی، یعنی:

''۳۱۰/الف: کسی عورت کو شادی میں یا بصورتِ دیگر بدلِ صلح، ونی یا سوارا میں دینے کی سزا: جو کوئی بھی کسی عورت کی شادی یا بصورتِ دیگر بدل صلح، وَنی یا 'سوارا' یا کسی نام کے تحت کسی دیگر رواج یا عمل کے طور پر شادی میں داخل ہونے کے لئے مجبور کرتا ہے، کسی دیوانی مقدمہ یا کسی مجرمانہ مجبوری کے تصفیہ کے پیش نظر اسے تین سال تک سزائے قید دی جائے گی اور وہ جرمانے کی سزا کا بھی مستوجب ہوگا۔''

❸ ایکٹ ۴۵ مجریہ ۱۸۶۰ء میں نئے باب ۲۰/الف کا اندراج: مذکورہ مجموعہ میں باب ۲۰ کے بعد، حسبِ ذیل نئے باب کا اندراج کیا جائے گا، یعنی:

''باب ۲۰/الف: خواتین کے خلاف جرائم

۴۹۸/الف: عورت کو وراثت سے اپنا حصہ وصول کرنے سے منع کرنا: جو کوئی دھوکہ سے یا غیر قانونی ذرائع سے کسی عورت کو منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد سے وراثت کا عمل شروع ہونے کے وقت محروم کرتا ہے، اسے سات سال تک کی مدت کے لئے سزائے قید دی

جائے گی، یا جرمانہ، یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

۴۹۸/ب: جبری شادی کا امتناع: جوکوئی کسی عورت کو شادی میں داخل ہونے کے لئے دباؤ ڈالتا ہے یا کسی انداز میں مجبور کرتا ہے، اسے تین سال تک کی مدت کے لئے سزائے قید دی جائے گی اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔

۴۹۸/ج: قرآن پاک کے ساتھ شادی: ① جوکوئی بھی کسی عورت کو قرآن پاک کے ساتھ شادی پر مجبور کرتا ہے، انتظام کرتا ہے یا سہولت فراہم کرتا ہے، اسے تین سال تک سزائے قید دی جائے گی اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔

② باوجود اس امر کے کوئی ذیلی دفعہ '۱' میں مذکور ہو، قرآنِ پاک پر کسی عورت سے نا کتخدا رہنے یا اپنی باقی ماندہ زندگی میں شادی نہ کرنے یا وراثت میں اپنے حصہ کا دعویٰ نہ کرنے کے لئے حلف لینے کو قرآن پاک سے شادی کرنا سمجھا جائے گا۔

۴۹۸/د: لعان کے طریق کار کے زیر کارروائی خاوند کی غیرحاضری میں فسخ نکاح وغیرہ:

① باوجود اس امر کہ کوئی چیز جرم قذف (نفاذِ حد) آرڈیننس ۱۹۷۹ء (نمبر ۸ مجریہ ۱۹۷۹ء) کی دفعہ ۱۴ میں، اور انفساخِ مسلم نکاح جات ایکٹ ۱۹۳۹ء (نمبر ۸ مجریہ ۱۹۳۹ء) کے علاوہ مذکور ہو، جہاں خاوند کو قذف کے لئے کورٹ میں اپنی بیوی کی شکایت یا رپورٹ اس کی غیرحاضری یا بصورتِ دیگر مذکورہ دفعہ میں صراحت کردہ لعان کے طریق کار میں زیر کارروائی ہونے میں ناکامی ہوتی ہے، یہ بیوی کے لئے مجاز کورٹ کی وساطت سے اپنے نکاح کے انفساخ حاصل کرنے کے لئے جائز بنیاد ہوگی اور خاوند کو قذف کی سزا بھی دی جائے گی۔

۴۹۸/ھ: الزام کا اعتراف مستوجب ِاستغاثہ ہوگا: جہاں بیوی لعان کی زیر کارروائی زنا کا اعتراف کرتی ہے تو وہ زنا کے استغاثہ کی مستوجب ہوگی۔

④ ایکٹ ۵ مجریہ ۱۸۹۸ء میں نئی دفعہ ۴۰۲ج کا اندراج: مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ مجریہ ۱۸۹۸ء) جس کا بعدازاں مذکورہ مجموعہ کے طور پر حوالہ دیا گیا ہے۔ دفعہ ۴۰۲ ج کے بعد حسبِ ذیل نئی دفعہ شامل کردی جائے گی یعنی:

''۴۰۲/و: صوبائی حکومت زنا بالجبر کی سزاؤں میں مداخلت نہیں کرے گی: باوجود اس امر کہ

دفعہ۴۰۱، دفعہ۴۰۲ اور۴۰۲ب کوئی چیز مذکور ہو،صوبائی حکومت مجموعہ تعزیراتِ پاکستان (ایکٹ ۴۵ مجریہ ۱۸۶۰ء) کی دفعہ ۳۷۶ کے تحت دی گئی سزا کو معطل ومعاف یا کم نہیں کرے گی۔''

⑤ ایکٹ ۵ مجریہ ۱۸۹۸ء کے جدول ۲ کی ترمیم: مذکورہ مجموعہ میں، جدول دوم میں؛

(I) کالم ا میں دفعہ ۳۱۰/الف اور کالم ۲ تا کالم ۸ میں اس سے متعلق اندراجات کی بجائے حسبِ ذیل تبدیل کردیا جائے گا، یعنی:

بابﹿ۲۰/الف......خواتین کے خلاف جرائم

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۳۱۰ الف	عورت کو شادی یا بصورتِ دیگر بدلِ صلح ونی یا سوارا میں دینا	بلا وارنٹ گرفتار نہیں کرے گا	وارنٹ	قابل ضمانت	قابل مصالحت	تین سال تک سزائے قید اور جرمانہ	سیشن کورٹ یا درجہ اوّل مجسٹریٹ

(II) کالم ا میں دفعہ ۴۹۸ کے بعد اور کالم ۲ تا کالم ۸ میں اس سے متعلق اندراجات کے بعد حسبِ ذیل کا اندراج کردیا جائے گا، یعنی

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۴۹۸ الف	عورت کو موروثی جائیداد سے محروم کرنا	بلا وارنٹ گرفتار نہیں کرے گا	وارنٹ	قابل ضمانت	قابل مصالحت	سات سال تک سزائے قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں	سیشن کورٹ یا درجہ اوّل مجسٹریٹ
۴۹۸ ب	جبری شادیاں	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	تین سال تک سزائے قید اور جرمانہ	ایضاً
۴۹۸ ج	قرآن کیساتھ شادی کا امتناع	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً

بیانِ اغراض ووجوہ: ملک میں رائج الوقت کئی رواجات اور رسومات ہیں جو نہ صرف انسانی شرف کے خلاف ہیں بلکہ انسانی حقوق کے خلاف بھی ہیں۔ ایسے رواجی قاعدے بعینہٖ اسلامی احکام کے منافی ہیں۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ ایسے غیر انسانی رواجات اور رسوم کو فوری طور پر ختم کردیا جائے اور ان کے تسلسل پر اصرار کرنے والے شخص کو سختی سے نمٹا جائے اور اسے تعزیری ذمہ داریوں کے تحت لایا جائے۔ بل ہذا کا مقصد ان اغراض کا حصول ہے۔

دستخط   چوہدری شجاعت حسین (رکن قومی اسمبلی)

www.KitaboSunnat.com